بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کھجور کھانے کا مسنون طریقہ

ایک کلپ موصول ہوئی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کھجور کھانے کا مسنون طریقہ یہ بتایا گیا کہ :

۱۔سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کو کھولتے تھے

۲۔پھر بیج کو نکالتے تھے اور اس کو چوستے تھے

۳۔پھر بیج کو دو انگلی پر رکھ لیتے تھے، بعض روایتوں میں انگوٹھے کا بھی ذکر ہے

۴۔پھر بیج کو دستر خوان پر پھینک دیتے تھے

۵۔پھر باقی کھجور کو کھا لیتے تھے

مذکورہ طریقہ کا تجزیہ تو بعد میں عرض کروں گا،اس سے قبل احادیث کی روشنی میں کھجور تناول کرنے کے سلسلہ میں جو باتیں وارد ہوئی ہیں، وہ پیش کرتا ہوں۔

۱۔کھجور مرغوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کھجور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرغوبات میں سے تھی ، اور آپ کو تازہ وتر کھجور(رطب)خشک کھجور(تمر، چھوہارہ) کے مقابلہ میں زیادہ مرغوب تھی،تازہ کھجور آنے کا موسم قریب آتا تو آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے :''اے عائشہ جب تازہ کھجوریں آئیں تو مجھے دے کر خوش کرنا'' (بزار۶۹۵۳)۔اگر تر کھجوریں مل جاتیں توان سے افطار فرماتے،اگر نہ ملتیں تو خشک کھجوروں سے افطار کر لیتے،اگر وہ بھی نہ ملتیں تو پانی کے چند گھونٹ ہی سے افطار کر لیا کرتے(ابوداود۲۳۵۶)۔ کھجور ملنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے شوق سے اور کثیر مقدار میں تناول فرماتے(مسلم ۲۰۴۴، احمد ۱۲۲۶۷)۔

افطار اور سحری دونوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کھانے کی ترغیب دی ہے۔ فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص روزہ افطار کرے تو اسے چاہیے کہ کھجور سے افطار کرے کیونکہ اس میں برکت ہوتی ہے ، اگر کھجور نہ ملے تو اسے چاہیے کہ پانی سے افطار کرے کیونکہ وہ پاک ہے“۔(ابوداود ۲۳۵۵، ترمذی ۶۵۸) اور فرمایا: ”مومن کے لیے بہترین سحری کھجور ہے“ (ابوداود ۲۳۴۵)۔

اور فرماتے تھے: ”جس گھر میں کھجور نہ ہو اس گھر کے رہنے والے بھوکے ہیں“(مسلم ۲۰۴۶)۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئی مہینے گذر جاتے تھے آپ کے پاس کھجور اور پانی کے علاوہ کوئی چیز گذارہ کے لئے نہیں ہوتی تھی (بخاری ۲۵۶۷)۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کھجوروں کے فوائد بھی ارشاد فرمائے، اور عموما کھجور کھانے کی ترغیب دی ہے۔

۲۔ کھجور منتخب کرنے کے لئے برتن میں ہاتھ گھمانا

تھال یا طباق میں اگر مختلف قسم کے میوے، کھجوریں ہوں تو ہر جانب سے کھا سکتے ہیں، لیکن اگر ایک ہی نوع کی ہوں تو مناسب یہی ہے کہ ہر انسان اپنے آگے سے کھائے، ہاں اگر اکیلا ہو تو کوئی حرج نہیں۔(مرقاۃ)

خطیب بغدادی نے (تاریخ بغداد) میں ایک ضعیف روایت ذکر کی ہے کہ : آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اگر ایک ہی قسم کا کھانا لایا جاتا، تو آپ اپنے آگے سے کھاتے تھے، لیکن اگر کھجور پیش کی جاتی تو آپ کا ہاتھ مبارک پورے طباق میں گھومتا اور آپ کی طبیعت کا جدھر میلان ہوتا وہاں سے کھاتے۔

یہ روایت بھی مختلف قسم کی کھجوروں کی صورت پر محمول ہے، ورنہ اصل ادب وہی ہے کہ ہر شخص اپنے سامنے کی جانب سے کھائے۔

۳۔ دو، دو کھجوریں ملا کر کھانے کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص دو کھجوروں کو جمع کرے، یعنی ایک ساتھ دو دو کھجوریں کھائے، الاّ یہ کہ وہ اپنے ساتھیوں سے اجازت لے لے۔ (بخاری ۲۴۵۵، مسلم ۲۰۴۵)۔

تشریح

سیوطی کہتے ہیں کہ: اس ممانعت کا تعلق اس وقت سے تھا، جب کہ مسلمان فقر و افلاس اور تنگی معاش میں مبتلا تھے، لیکن جب انہیں خدا نے معاش میں وسعت و فراخی اور خوشحالی عطا فرمائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے ذریعہ ممانعت منسوخ ہو گئی کہ: ”میں تمہیں کھجوروں کو جمع کرنے سے (یعنی ایک سے زائد کھجوروں کو ایک ساتھ کھانے سے) منع کرتا تھا، مگر اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق کی وسعت و فراخی عطا فرمائی ہے تو جمع کرو“، یعنی اگر تم اب ایک سے زائد کھجوریں ایک ساتھ کھاؤ تو یہ حرام یا مکروہ نہیں ہو گا۔

لیکن اس سلسلے میں زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اگرچند لوگ کسی بھی کھانے کی چیز اپنی غذائی ضرورت میں صرف کرنے کا مشترکہ طور پر یکساں حق رکھتے ہوں اور ان کی طرف سے اس چیز کو خرچ سے مقرر مقدار سے زیادہ کھانے پر پابندی نہ ہو، تو اس صورت میں بھی مروت و ادب کا تقاضا بہر حال یہی ہو گا کہ ایسا نہ کیا جائے (یعنی دوسرے ساتھیوں سے زیادہ کھانے مقررہ مقدار سے تجاوز کرنے کی کوشش نہ کی جائے کہ یہ کھانے کے آداب کے بھی منافی ہے اور مروت کے بھی خلاف ہے) ہاں اگر تمام ساتھی ایسا کرنے کی صریح اجازت دے دیں یا کوئی ایسی چیز ہو جو ان کی طرف سے اجازت پر دلالت کرے تو کوئی مضائقہ نہیں، لہٰذا سابقہ ممانعت کا تعلق دونوں صورتوں (یعنی حالت فقر و افلاس اور شرکت) سے ہو گا، اور اباحت و استثناء کا تعلق شرکت کے علاوہ دوسری صورت سے ہو گا۔

تحفۃ الالمعی (۵/۱۵۹) میں لکھا ہے: اگر اجتماعی طور پر کھانا یا کوئی دوسری چیز کھائی جارہی ہو تو ادب یہ ہے کہ دوسروں کو ترجیح دی جائے، خود کم کھائے اور دوسروں کو زیادہ کھانے کا موقع دے، اور اگر ایسا نہ کرے تو کم از کم انصاف سے کام لے۔

ہاں اگر کسی کو جلدی ہو یا بھوک زیادہ ہو تو ساتھیوں کی اجازت لے کر دو کھجوریں ساتھ کھانا جائز ہے، ادب کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ ممانعت کی وجہ ساتھیوں کی کبیدگی ہے، اور اجازت کی صورت میں اس کا احتمال نہیں۔

قال في "مرقاة المفاتيح" (۷/ ۲۷۰٤):

وَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ لِنَفْسِهِ وَقَدْ ضَيَّفَهُمْ بِهِ فَلَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ الْقِرَانُ، ثُمَّ إِنْ كَانَ فِي الطَّعَامِ قِلَّةٌ فَلَا يَحْسُنُ الْقِرَانُ، بَلْ يُسَاوِيهِمْ ، وَإِنْ كَانَ كَثِيرًا بِحَيْثُ يَفْضُلُ عَنْهُمْ فَلَا بَأْسَ بِهِ، لَكِنَّ الْأَدَبَ مُطْلَقًا التَّأْدِيبُ فِي الْأَكْلِ وَتَرْكُ الشَّرَهِ .

۴۔ کھجور کھولنے کی اور چیرنے کی ممانعت، الا یہ کہ اس میں کیڑے پڑ گئے ہوں

بیہقی نے (شعب الایمان ۲۴۹۲) میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور چیرنے سے منع فرمایا۔

مگر (ابوداؤد ۳۸۳۲) میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پرانی کھجور لائی گئی (جس میں کیڑے پڑ گئے تھے) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو چیرتے اور اس میں سے کیڑا نکال (کر پھینک) دیتے۔"

شرح مشکوہ میں لکھا ہے: طبرانی (کبیر ۱۳۸۰۳) نے بسند حسن حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق مرفوع یہ نقل کیا ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کو چیرنے سے منع فرمایا ہے!

اس صورت میں چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل اور قول میں بظاہر تضاد نظر آتا ہے اس لئے کہا جائے گا کہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو ممانعت منقول ہے اس کا تعلق نئی کھجوروں سے ہے اور اس کا مقصد وہم و وسوسہ سے بچانا ہے۔ یا یہ کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو فعل منقول ہے وہ بیان جواز پر محمول ہے، اور مذکورہ بالا ممانعت نہی تنزیہی کے طور پر ہے۔

۵۔ کھجور کی گٹھلی (بیج) منھ سے نکالنے کا طریقہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کو پوری منھ میں رکھ کر تناول فرماتے تھے، خصوصاً تر کھجور، اور اس کی گٹھلی نکالنے کے سلسلہ میں تین طریقے احادیث میں وارد ہیں:

پہلا طریقہ: منھ سے نکال کر بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی دونوں کو ملا کر، دونوں کی پشت پر رکھنا۔

یہ مشہور طریقہ مختلف روایات میں مذکور ہے۔

(مسلم ۲۰۴۲، ابوداود ۳۷۲۹، ترمذی ۳۵۷۶، احمد ۱۷۶۸۳، ۱۷۶۷۵، ابن حبان ۵۲۹۸)۔

منھ سے نکالنے کی صراحت (مسند احمد ۱۷۶۸۳) میں ہے۔

قال في "المفاتيح في شرح المصابيح" (٣/ ٢٢٤) : "فجعل يلقي"؛ أي: فطَفِق يُسْقِط نوى التمر بظهر إصبعيه؛ أي: يَضَعُها مِن فِيهِ على ظَهر إصبعيه السبَّابة والوسطى ثم يُلقيها.اهـ

وفي "شرح سنن أبي داود" لابن رسلان (١٥/ ٢٦٥) :

(فجعل يلقي النوى على ظهر أصبعيه السبابة والوسطى) فيه بيان الأدب في أكل التمر والرطب ونحوهما، أن لا يَجمَع النوى في كفه، بل يضعه مِن فِيهِ على ظهر أصبعيه السبابة والوسطى، أو على ظهر كفه، ثم يلقيه خارج الوعاء الذي فيه التمر ولا يجمعُه معه، وهذِه الصفة هي التي ذكرها الغزالي.اهـ

وفي "نوادر الأصول في أحاديث الرسول" (٢/ ١٤٢) : وَعَن أنس رَضِي الله عَنهُ أَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أُتِيَ بطبق من رُطَب فَأكل مِنْهُ شَيْئا ، ثمَّ يُلقِي النَّوَى من فَمه بِشمَالِهِ ، فمرَّت بِهِ داجنةٌ فناولها إِيَّاه فَأكلت .

وفي "نوادر الأصول في أحاديث الرسول" (٢/ ١٤٢) أيضا :

لَو أَخذ النواة بباطن أَصَابِعه ثمَّ عَاد إِلَى بَقِيَّة التَّمْر لَكَانَ لَا يَخْلُو أَن تكون أَصَابِعه مُبْتَلَّةً من ريق الْفَم عِنْد أَخذ النواة ، فكره أَن يعود إِلَى بَقِيَّة التَّمْر وَفِي يَده بِلَّة النواة مُرَاعَاةً للآكيل وَحُرْمَةً للصاحب ، ليتأدَّب بِهِ مَن بعده ، فَإِنَّهُ قد يَعَافُ الرجلُ صَاحبه فِي فعلِه من ذَلِك ويكرهُه ، فَكَانَ يَأْخُذ النواةَ بظاهر إصبعيه وَيسْتَعْمل باطنَهما فِي تنَاوُله .

دونوں انگلیوں کی پشت پر گٹھلی نکال کر رکھنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پھینک دیتے تھے۔(مسند احمد ۱۷۶۷۵،۱۷۶۸۴،ابن حبان ۵۲۹۸،شعب الایمان ۸/۵۶)

دوسرا طریقہ: مذکورہ دونوں انگلیوں کے درمیان میں رکھنا۔

صحیح مسلم(۲۰۴۲) کی روایت میں ہے:[ثُمَّ أُتِيَ بِتَمْرٍ فَكَانَ يَأْكُلُهُ وَيُلْقِي النَّوَى بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ، وَيَجْمَعُ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى] اس کی تشریح میں ابن رسلان شرح سنن ابوداود (١٥/ ٢٦٥) میں فرماتے ہیں:

ورواية "صحيح مسلم" بلفظ : ثم أتي بتمر فكان يأكله ويلقي النوى بين أصبعيه ، ويجمع السبابة والوسطى ، ولعله فعَل بين الأصبعين في بعض الأيام، والأكثرُ على ظَهْرِهما.

تیسرا طریقہ: بائیں ہاتھ میں گٹھلیاں جمع کرنا۔

ابن رسلان کی شرح سنن ابوداود (١٥/ ٢٦٥) میں ہے:

ورواية أحمد : أنه ربما استعان بيديه جميعًا. فأكل يومًا الرطب في يمينه وكان يحفظ النوى في يساره، فمرت شاة، فأشار إليها بالنوى، فجعلت تأكل من كفه اليسرى ويأكل هو بيمينه حتى فرغ.

مسند احمد میں تو روایت نہیں ملی، لیکن ابن سعد نے (طبقات) میں اور ابو یعلی موصلی نے مسند (إتحاف الخيرة المهرة ٤/ ٣٠٦) میں یہ واقعہ نقل کیا ہے:

عَنْ أنس قال: "قدَّمنا إلى رسول الله تمرًا فجَثَا على ركبتيه، فأخذ قَبضة فَقَالَ: اذْهَبْ بِهَذَا إِلَى فُلَانَةٍ. وَأَخَذَ قَبْضَةً فَقَالَ: اذْهَبْ بِهَذَا إِلَى فُلَانَةٍ. حَتَّى قَسَّمَ بَيْنَ نِسَائِهِ قَبْضَةً قَبْضَةً، ثُمَّ أَخَذَ قَبْضَةً مِنْهُ يَأْكُلُهُ وَيُلْقِي النَّوَى بِشِمَالِهِ، فَمَرَّتْ بِهِ داجِنَةٌ فناولها إياه فأكلته".

٦۔ کھجور کی گٹھلی کو کھجور کے ساتھ طباق میں ڈالنے کی ممانعت

أخرج البيهقي في "شعب الإيمان" (٨/ ٦٠) :

٥٤٩٨ - أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، أَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ الْفَقِيهُ، ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ دِينَارٍ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ يَحْيَى بْنِ حَمُّويَهْ، ثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: " كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُلْقِيَ النَّوَى مَعَ التَّمْرِ عَلَى الطَّبَقِ " .

وفي "التنوير شرح الجامع الصغير" (١١/ ٩) :

٩٥٤٢- "نهى أن تُلقَى النواةُ على الطَّبَق الذي يؤكل منه الرطبُ أو التمرُ". الشيرازي عن علي (ض) .

(نهى أن تلقى النواة) أي أن يُلقِي الآكلُ نواة التمرة التي يأكلها (على الطبق الذي يؤكل منه الرطب أو التمر) لأنه يَقذِرُه من يأكل معه أو بعده إن أكل وحده، ولأنه خلافُ آداب الآكلين ، ومثله العنب ونحوُه من الخوخ. (الشيرازي عن علي) رمز المصنف لضعفه.

وفي "الآداب الشرعية والمنح المرعية" (٣/ ٢٢٥) :

فَصْلٌ فِي آدَابِ أَكْلِ التَّمْرِ : وَعَنْ أَنَسٍ : أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَضَعَ النَّوَى مَعَ التَّمْرِ عَلَى الطَّبَقِ . ذَكَرَهُ الْبَيْهَقِيّ . وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي آدَابِ الْأَكْلِ: وَلَا يَجْمَعُ بَيْنَ النَّوَى وَالتَّمْرِ فِي طَبَقٍ ، وَلَا يَجْمَعُهُ فِي كَفِّهِ ، بَلْ يَضَعُهُ مِنْ فِيهِ عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ ثُمَّ يُلْقِيهِ، وَكَذَا كُلُّ مَا لَهُ عَجَمٌ وَثُفْلٌ.

قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ حَمَّادٍ رَأَيْتُ أَحْمَدَ يَأْكُلُ التَّمْرَ وَيَأْخُذُ النَّوَى عَلَى ظَهْرِ إصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى وَرَأَيْتُهُ يَكْرَهُ أَنْ يَجْعَلَ النَّوَى مَعَ التَّمْرِ فِي شَيْءٍ وَاحِدٍ، ذَكَرَهُ الْخَلَّالُ فِي جَامِعِهِ وَصَاحِبُهُ أَبُو بَكْرٍ.

وفي " إكمال المعلم بفوائد مسلم" للقاضي عياض (٦/ ٥٢٤) :

وقوله: " ثم أتى بتمر فكان يأكله ويلقى النوى بين إصبعيه، ويجمع بين السبابة والوسطى ": دليل على قِلَّة ما كان يأكله - عليه السلام - لأن ما يَجتمع بين السبابة والوسطى إنما يكون من تمر قليل. وفيه أنه لم يُلقِه في التمر لنهيه عن ذلك لما فيه من إفسادٍ للطعام، وخَلطِهِ بغيره مما يُطرح فيه، وهذه سُنة .

لكن جاء في "المستدرك " للحاكم (٤/ ١٣٤) :

٧١٣٦ - حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ، ثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْفَضْلِ الْأَزْرَقُ، ثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ، عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ الرُّطَبَ وَيُلْقِي النَّوَى عَلَى الْقِنْعِ» وَالْقِنْعُ: الطَّبَقُ .

قال الحاكم : «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ» .

قال في "التيسير بشرح الجامع الصغير" (٢/ ٢٦٨) :

(كَانَ يَأْكُل الرطب ويلقي النَّوَى على الطَّبَق) أَي الطَّبَقِ الْمَوْضُوع تَحت إناء الرطب ، لَا الَّذِي فِيهِ الرطبُ فإنه يُعَاف (ك عَن أنس) بإسناد صَحِيح .

٧۔ کھانے کو کھجور پر ختم کرنا

جاء في "الفوائد الغيلانيات" لأبي بكر الشافعي (٢/ ٧١٤) :

٩٨٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، مُحَمَّدُ بْنُ هَارُونَ بْنِ عِيسَى الْأَزْدِيُّ سَنَةَ سِتٍّ وَسَبْعِينَ وَمِائَتَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ، عَنِ الْفَزَارِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: " كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ أَنْ يُفْطِرَ عَلَى الرُّطَبِ مَا دَامَ الرُّطَبُ، وَعَلَى التَّمْرِ إِذَا لَمْ يَكُنْ رُطَبٌ، وَيَخْتِمَ بِهِنَّ، وَيَجْعَلَهُنَّ وِتْرًا: ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا " . قال الألباني في "الضعيفة" (١٧٤٩): ضعيف جداً.

وفي "فيض القدير" للمناوي (٥/ ٢٣٠) :

٧٠٩٤ - (كان يعجبه أن يفطر على الرطب ما دام الرطب) موجودا (وعلى التمر إذا لم يكن رطب) أي إذا لم يتيسَّر ذلك الوقت (ويختم بهنَّ) أي يأكلهن عقب الطعام .

وفي "السراج المنير شرح الجامع الصغير" (٤/ ١٠٥) :

(كان يعجبه أن يفطر على الرطب مادام الرطب) موجوداً (وعلى التمر إذا لم يكن رطب) أي إذا لم يتيسر ذلك الوقت (ويختم بهن) قال المناوي :أي يأكل التمرات عقب الطعام (ويجعلهن وتراً ثلاثـًا أو خمسـًا أو سبعـًا) فيُسَنُّ فعل ذلك (ابن عساكر عن جابر) .

٨۔ پکی کھجور کو خوشہ سے توڑ کر کھانا

روى الإمام أحمد عن أم المنذر سلمى بنت قيس الأنصارية رضي الله تعالى عنها قالت: دخل عليَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه علي رضي الله تعالى عنه ، وعليٌّ ناقِهٌ من مرضٍ، ولنا دَوَالٍ معلّقة، فقام رسول الله صلى الله عليه وسلّم يأكل منها... الحديث .

قال ابن الأثير في "النهاية في غريب الحديث والأثر" (٢/ ١٤١) :

(هـ) وَفِي حَدِيثِ أُمِّ الْمُنْذِرِ «قَالَتْ: دَخل عَلَيْنَا رسولُ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عليٌّ وَهُوَ ناقِهٌ، وَلَنَا دَوالٍ مُعَلَّقَةٌ» الدَّوالِي جمعُ دَالِيَةٍ، وَهِيَ العِذْقُ مِنَ البُسْر يُعَلَّقُ، فَإِذَا أرْطَبَ أُكِلَ.

٩۔ تر کھجور کو خشک کے ساتھ اور نئی کو پرانی کے ساتھ کھانے کی ترغیب

أخرج ابن ماجه (٤/ ٤٣٨) : بَابُ أَكْلِ الْبَلَحِ بِالتَّمْرِ :

٣٣٣٠ - حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَدَنِيُّ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: "كُلُوا الْبَلَحَ بِالتَّمْرِ، كُلُوا الْخَلَقَ بِالْجَدِيدِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَغْضَبُ وَيَقُولُ: بَقِيَ ابْنُ آدَمَ حَتَّى أَكَلَ الْخَلَقَ بِالْجَدِيدِ".

قال الأرناؤط : إسناده ضعيف جدًا، آفتُه يحيى بن محمَّد بن قيس.وأخرجه النسائي في "الكبرى" (٦٦٩٠) من طريق يحيى بن محمَّد بن قيس، بهذا الإسناد، وأورده ابن الجوزي في "الموضوعات" ٣/ ٣٦، والعقيلي في "الضعفاء" ٤/ ٤٢٧ وأعله بيحيى بن محمَّد وقال: لا يتابع على حديثه، ولا يُعرف هذا الحديثُ إلا به.

١٠۔ تر کھجور یا چھوہارے کو دوسرے میوں یا دوسری قسم کے کھانوں کے ساتھ کھانا

اس سلسلہ میں متعدد روایات ہیں، مختصراً ان کے حوالے دیئے جاتے ہیں:

تروتازہ کھجور (رطب) کھیرے (ککڑی) کے ساتھ:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: «رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالقِثَّاءِ»

البخاري(٥٤٤٠) مسلم (٢٠٤٣) أبوداود ٥٨٣٥ ، الترمذي ١٨٤٤، ابن ماجه ٣٣٢٥ .

وفي "فتح الباري" (٩/ ٥٧٣) : قَوْلُهُ: "يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ" وَقَعَ فِي رِوَايَةِ الطَّبَرَانِيِّ كَيْفِيَّةُ أَكْلِهِ لَهُمَا ، فَأَخْرَجَ فِي "الْأَوْسَطِ" مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ : رَأَيْتُ فِي يَمِينِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِثَّاءً وَفِي شِمَالِهِ رُطَبًا وَهُوَ يَأْكُلُ مِنْ ذَا مَرَّةً وَمِنْ ذَا مَرَّةً . قال الحافظ : وَفِي سَنَدِهِ ضَعْفٌ .

وقَالَ النَّوَوِيُّ : فِي حَدِيثِ الْبَابِ جَوَازُ أَكْلِ الشَّيْئَيْنِ مِنَ الْفَاكِهَةِ وَغَيْرِهَا مَعًا ، وَجَوَازُ أَكْلِ طَعَامَيْنِ مَعًا ، وَيُؤْخَذُ مِنْهُ جَوَازُ التَّوَسُّعِ فِي الْمَطَاعِمِ ، وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي جَوَازِ ذَلِكَ ، وَمَا نُقِلَ عَنِ السَّلَفِ مِنْ خِلَافِ هَذَا مَحْمُولٌ عَلَى الْكَرَاهَةِ مَنْعًا لِاعْتِيَادِ التَّوَسُّعِ وَالتَّرَفُّهِ وَالْإِكْثَارِ لِغَيْرِ مَصْلَحَةٍ دِينِيَّةٍ .

وَقَالَ الْقُرْطُبِيُّ : يُؤْخَذُ مِنْهُ جَوَازُ مُرَاعَاةِ صِفَاتِ الْأَطْعِمَةِ وَطَبَائِعِهَا وَاسْتِعْمَالِهَا عَلَى الْوَجْهِ اللَّائِقِ بِهَا عَلَى قَاعِدَةِ الطِّبِّ ، لِأَنَّ فِي الرُّطَبِ حَرَارَةً وَفِي الْقِثَّاءِ بُرُودَةً ، فَإِذَا أُكِلَا مَعًا اعْتَدَلَا، وَهَذَا أَصْلٌ كَبِيرٌ فِي الْمُرَكَّبَاتِ مِنَ الْأَدْوِيَةِ .

تروتازہ کھجور(رطب)تربوز کے ساتھ:

روى أبو داود (٣٨٣٦)، والترمذي (١٩٤٩)، والنسائي في "الكبرى" (٦٦٨٧)، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلّم يأكل البِطِّيخَ بالرُّطَب، ويقول: «يكسِرُ حرَّ هذا بردُ هذا» .

وروى أبو يعلى(٣٨٦٧) والإمام أحمد(١٢٤٤٩)والترمذي في "الشمائل" (٢٠٠) بسندٍ رجالُه ثقات ، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: رأيتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلّم يجمَعُ بين البطيخ والرطب .

تروتازہ کھجور(رطب)خربوزے کے ساتھ:

أخرج أحمد (١٢٤٤٩) ومن طريقه ابن حبّان (١٣٥٦) - والترمذي في "الشمائل" (رقم: ١٩٠) والنسائي في "الكبرى" (٦٧٢٦) والبيهقي (٥/ ١١٢) من طريق جرير بن حازم عن حميد عن أنس قال: رأيتُ رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يجمع بين الخِرْبِزِ والرُّطَب.

وأخرج أبو الشيخ (ص ٢١٦) والبيهقي (٥/ ١١٢) من طريق زَمْعة ، عن محمد بن أبي سليمان ، عن بعض أهل جابر ، عن جابر أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - كان يأكل الخِرْبِز بالرطب ، ويقول: "هما الأطيبان".

قال في "فتح الباري" (٩/ ٥٧٣) : الْخِرْبِزِ بِكَسْرِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَسُكُونِ الرَّاءِ وَكَسْرِ الْمُوَحَّدَةِ بَعْدَهَا زَايٌ : نَوْعٌ مِنَ الْبِطِّيخِ الْأَصْفَرِ .

چھوہارے دودھ کے ساتھ

أخرج أحمد (١٥٨٩٣) من رواية إسماعيل بن أبي خالد عن أبيه قال : دَخَلْتُ عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يَتَمَجَّعُ لَبَنًا بِتَمْرٍ، فَقَالَ: " ادْنُ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُمَا الْأَطْيَبَيْنِ ".

في تخريج المسند : إسناده ضعيف، أبو خالد والد إسماعيل مختلف في اسمه ، تفرَّد بالرواية عنه ابنه إسماعيل، ولم يؤثَر توثيقه عن غير ابن حبان، وبقية رجاله ثقات رجال الشيخين.

قال السندي: قوله: يتمجَّع: المَجْعُ: أكل التمر باللَّبَن، بأن يحسو حسوة من اللبن، ويأكل على أَثرها تمرة.

چھوہارے مکھن کے ساتھ

في سنن أبي داود(٣٨٣٧) : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مَزْيَدَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ ابْنَيْ بُسْرٍ السُّلَمِيَّيْنِ قَالَا: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَقَدَّمْنَا زُبْدًا وَتَمْرًا وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالتَّمْرَ" .ونحوه عند ابن ماجه (٣٣٣٤) وإسناده قوي.

چھوہارے جو کی روٹی کے ساتھ

قال البيهقي في "شعب الإيمان" (٨/ ٥٧) :

وَرُوِّينَا عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ كِسْرَةً مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ، فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً وَقَالَ: " هَذِهِ إِدَامُ هَذِهِ ".

خلاصہ :

کھجور کھانے کا مسنون طریقہ : آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کو کھولے بغیردائیں ہاتھ سے منہ میں رکھتے تھے ، اور اس کی گٹھلی منہ سے نکال کر شہادت اور بیچ کی انگلیوں کی پشت پر رکھ کر ، اسے پھینک دیتے تھے ۔

کلپ میں مذکورہ طریقہ کا تجزیہ:

واعظ صاحب نے کہا:

۱۔سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کو کھولتے تھے (اوپر مضمون میں نمبر ۴ ملاحظہ ہو)

۲۔پھر بیج کو نکالتے تھے اور اس کو چوستے تھے۔(روایتوں میں وارد نہیں)

نیز اگر چھوہارے کا بیج مراد ہے تو اس کا چوسنا فضول ہے۔اور اگر تازہ کھجور کا بیج مراد ہے کہ ممکن ہے کہ اس پر کھجور کا کچھ حصہ لگا ہوا ہو، تو اس کے کھجور سے نکالنے میں دونوں ہاتھ ملوث ہوں گے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نفاستِ طبع کے خلاف ہے۔

۳۔پھر بیج کو دو انگلی پر رکھ لیتے تھے، بعض روایتوں میں انگوٹھے کا بھی ذکر ہے۔(انگوٹھا وارد نہیں،اوپر نمبر ۵ ملاحظہ فرمائیں)

اور جب بیج کو منھ میں سے ہاتھ سے نکالا ہے تو اس کو دوبارہ انگلیوں کی پشت پر رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟!

۴۔پھر بیج کو دستر خوان پر پھینک دیتے تھے (ممکن ہے، نمبر ۶ ملاحظہ فرمائیں)۔

۵۔پھر باقی کھجور کو کھا لیتے تھے (الحمد للہ)۔

جمعہ ورتبہ العاجز : محمد طلحہ بلال احمد منیار

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ / ۱۸ مئی ۲۰۲۰ء